مدارس کے فضلاء وفاضلات کی خدمت میں چند گزارشات

مفتی مطیع الرحمٰن

درس نظامی کی تکمیل پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ضابطے کی طالب علمی کا وہ سفر اختتام کو پہنچ رہا ہے جو پچھلے چند سالوں سے جاری تھا، لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ سفرِ علم کی کوئی منزل آخری نہیں ہوتی اور ہر مرحلے کے بعد اگلا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اب آپ زندگی اور سفرِ علم کے دوسرے مرحلہ میں قدم رکھنے والے ہیں، یہ مرحلہ پچھلے مرحلوں سے زیادہ اہم، نازک، زیادہ ذمہ دارانہ اور خود آپ کی ذات اور دیگر کے لیے دور رس اثرات ونتائج کا حامل ہے۔ آپ کی زندگی کا اب تک کا عرصہ اسی دوسرے مرحلہ کی تیاری کے لیے تھا، یہی تیاری اب آپ کے لیے نشان راہ بنے گی اور آنے والے وقت میں اٹھتے ہوئے آپ کے قدموں کو جادۂ حق پر رواں دواں رکھنے میں ان شاء اللہ آپ کے لیے معاون ثابت ہوگی۔ درس نظامی کی تکمیل کے ایسے موقع پر جی چاہا کہ اکابر کی تحریرات وتقریرات سے ماخوذ چند گذاشات آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں جن پر عمل ہمارے مقصد حیات کی تکمیل کا باعث ہوگا۔

(۱)......علم دین کی تعلیم سے اصل مقصد اس پر عمل کرنا ہے، علم بغیر عمل کے محض ایک چھلکے کی مانند ہے جس میں مغز نہ ہو۔ آج کے دور میں علماء وعالمات کے لیے دین نبوی پر کاربند رہتے ہوئے مضبوط کردار کی جس قدر ضرورت ہے اور اس میں سستی و غفلت جس قدر سنگین ہے شاید اس کی ضرورت کو اس قدر محسوس نہیں کیا جا رہا، لہٰذا اپنی عملی اصلاح کی طرف ہر وقت متوجہ رہنا تاکہ ہمارے اکابر جس نیک نامی کو ہمارے لیے ورثہ میں چھوڑ کر گئے ہیں اس میں اگر ہم اضافہ نہ بھی کر سکیں تو کمی تو نہ کریں۔

(۲)......امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کا آغاز اور اختتام جن دو حدیثوں پر کیا ہے، یہ دونوں حدیثیں ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ اللہ کے ہاں مقبول عمل صرف وہی ہے جس میں صرف اور صرف اس کی رضا ہی کا جذبہ موجزن ہو۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے اپنی زندگی کے ہر نیک عمل میں وجۂ عمل صرف رضائے الٰہی کو بنایا جائے کہ یہی وہ جذبہ ہے جس سے دینی کام عند اللہ وعند الناس درجۂ قبولیت حاصل کرتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ دنیا میں تو ہم عالم وعالمہ کے لقب کے سبب عزت افزائی لیتے رہیں لیکن ساتھ ساتھ اپنے اعمال کو ریاکاری کے سڑے اور بدبودار عیب کے ساتھ انجام دیتے ہوئے

اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ ہم تو دین کی بڑے پیمانے پر خدمت کر رہے ہیں۔ خدا نہ کرے کل محشر میں ہماری شخصیت اس عالم ریاکار کی سی ہو جس کے متعلق حدیث میں ہے:

''قیامت میں جن لوگوں کا اول وہلہ میں فیصلہ سنایا جائے گا ان میں وہ عالم بھی ہوگا جس نے علم پڑھا اور پڑھایا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو بلا کر اپنے انعامات کا جو اس پر اس دنیا میں کیے تھے اظہار فرمائیں گے، وہ ان کا اقرار کرے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ ان نعمتوں میں کیا کیا کام کیے؟ وہ کہے گا: باری تعالیٰ تیری رضا کے لیے علم پڑھا اور لوگوں کو پڑھایا۔ جواب ملے گا: جھوٹ بولتا ہے! تو نے علم اس لیے پڑھا اور پڑھایا تا کہ لوگ تجھے عالم کہیں، سو کہا جا چکا (اور جو غرض پڑھنے پڑھانے کی تھی وہ پوری ہو چکی) اس کے بعد اسے حکم سنا دیا جائے گا اور منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا''۔ أعاذنا الله من ذالك

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اخلاص، تدین اور تقویٰ کو اپنے عمل کا محور بنا کر ان علوم کی نشر و اشاعت کی جائے، جس کی تکمیل آج آپ کر رہے ہیں۔ محدث عصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک عالم و قاری جو اخلاص کے ساتھ نورانی قاعدہ پڑھا رہا ہے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ایک شیخ الحدیث جو ریاکاری کے ساتھ بخاری پڑھا رہا ہے وہ اپنے ہی عمل سے جنت آٹھوں دروازوں کو بند کر رہا ہے۔

(۳)......آپ علماء و عالمات کی دورِ حاضر میں ایک اہم ذمہ داری جس کی طرف محسن مدارس دینیہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدھم نے اپنے ایک مضمون میں اشارہ فرمایا ہے کہ: ''اتحاد اسلامی جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہی نہیں بل کہ فرض عین کا درجہ کا اختیار کر رہا ہے اس کے قیام و استحکام کے لیے اپنی جملہ مساعی کو بروئے کار لانا'' ۔دورِ حاضر کی یہ تلخ حقیقت اب ہم سے مخفی نہیں کہ استعماری طاقتوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ امت مسلمہ کو اعتقادی اور فکری اعتبار سے تباہ کر کے اس کا وجود ہی مٹا دیا جائے۔ ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ روسی درندوں نے کسی فرقے کی تفریق کیے بغیر بستیوں کی بستیاں اجاڑ دیں۔ بھارت میں ہندو مسلم فسادات کی آڑ میں غنڈوں نے بلا امتیاز دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث سب کو تہہ تیغ کر دیا۔ جب دشمن ہمیں ایک سمجھ کر مٹانے پر تل چکا ہے تو ہمیں بھی اپنے اکابر کے طرزِ عمل کو سامنے رکھتے ہوئے ان جیسی وسعتِ ظرفی کو اپنا کر اتحاد اسلامی میں اپنا اپنا حصہ ڈالنا ہوگا۔ مضمون کی طوالت کے خوف سے اکابر کی وسعت ظرفی اور رواداری پر مشتمل بیسیوں واقعات میں صرف دو واقعات ذکر کرتا ہوں :

۱......امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ کے مزار کے قریب مسجد میں فجر کی نماز پڑھی۔ محض امام اعظم کے لحاظ و ادب کی وجہ سے اپنے مسلک کے خلاف رفع یدین اور دعائے قنوت کو ترک کر دیا اور فرمایا: ''بسا اوقات ہم اہلِ عراق کے مسلک پر بھی عمل کر لیتے ہیں''۔

۲......حضرت امام ابو حنیفہ کے عظیم شاگرد امام ابو یوسفؒ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ نے جمعہ کے روز ایک حمام غسل کیا

اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ نماز پڑھ کر جب لوگ منتشر ہونے لگے تو آپ کو اطلاع دی گئی کہ حمام کے کنویں میں ایک مرا ہوا چوہا موجود ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے یہ سن کر فرمایا تو پھر اس وقت ہم اپنے مدنی بھائیوں (مالکیہ) کے مسلک پر عمل کرتے ہیں کہ "جب پانی دو قلہ کی مقدار ہو نجس نہیں ہوتا، اس کا حکم ماء کثیر کا ہو جاتا ہے"۔

رواداری کو بتاتے ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ جزئیات و فروعات میں تعصب کی شدت بہت بعد کی پیداوار ہے۔ وطن عزیز کی موجودہ صورت حال متقاضی ہے کہ آپ فضلاء و فاضلات اتحاد اسلامی کی ضرورت کو اعلیٰ درجہ پر محسوس کرتے ہوئے اس کے قیام و استحکام کے لیے ہر پلیٹ فارم پر اپنا اپنا کردار ادا کرتے رہیں۔

(۴)......استاذ محترم مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم جامعہ دارالعلوم کے فضلاء کے لیے ایک جگہ رقم طراز ہیں: "مستقبل میں حتی الامکان کوشش رہے کہ دینی و علمی مشغلہ ایسا مل جائے جس میں معاش بھی اللہ تعالیٰ بقدر کفایت عطا فرمادے اور ایسے مشغلے کو دیگر تمام مشاغل پر بالاتر سمجھنا اور اسے اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظیمہ سمجھ کر پوری محنت، دیانت اور اخلاص کے ساتھ اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنا، اگر خدانخواستہ ایسا مشغلہ نہ مل سکے تو جو بھی حلال ذریعۂ معاش میسر ہو اسے بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر اختیار کر لینا اور اس کا حق بھی محنت اور دیانت داری کے ساتھ ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنا، اس کے ساتھ جو بھی فاضل وقت مل جائے اسے کسی دینی اور علمی کام میں لگانے کی کوشش کرنا، اگرچہ اس کا دنیا میں کوئی معاوضہ سامنے نہ ہو"۔

(۵)......حضرت لکھتے ہیں: "امام اعظم امام ابو حنیفہؒ نے اپنے عظیم شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ کو جو وصیت نامہ عطا فرمایا تھا وہ خاص طور سے اہل علم کے لیے بصیرت افروز ہے، اس کے ایک ایک لفظ کو بغور پڑھنے، سمجھنے اور زندگی بھر پیشِ نظر رکھنے کی ضرورت ہے"۔

(۶)......استاذ محترم مزید لکھتے ہیں: "ہر اہم معاملے میں رجوع الی اللہ اور دعاؤں کا خاص اہتمام کرنا"۔

(۷)......ہم سب کو لوح و قلب پر نقش کر لینا چاہیے کہ زندگی کے لیل و نہار ہم میں سے ہر ایک کا قیمتی اثاثہ ہے، اس دولت کی حفاظت کیجیے اور تول تول کر احتیاط سے استعمال کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه" نیز اس بات کا بھی دھیان رہے کہ اس ذخیرے کا خاصہ حصہ ہمارے ہاتھوں سے نکل چکا ہے اور اس میں اضافہ کرنا تو کسی بشر کی قدرت میں نہیں۔

(۸)......گفتگو میں نرمی و متانت اور بود و باش میں عاجزی اور تواضع یہ دونوں امر بندہ مومن کے وہ اوصاف ہیں جو عند اللہ بھی مطلوب ہیں اور عند الناس بھی اصحابِ کمال کے اوصاف سمجھے جاتے ہیں۔ فضلاء و فاضلات کو اس کا زیادہ اہتمام درکار ہے کہ ان سے دینی دعوت و تربیت کے کاموں میں آسانی پیدا ہوتی ہے اور کامیابی کے امکانات غالب رہتے ہیں۔

(۹) اکابر نے اصلاح کے لیے جامع مگر مختصر نسخۂ اکسیر تجویز فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن مجید کی پابندی کی

جائے اور اقامتِ صلوٰۃ کا اہتمام کیا جائے، جب آدمی ان دونوں باتوں کا پابند ہو جاتا ہے تو اللہ جل شانہ ایسے بندوں کو رذائل سے پاک اور فضائل سے آراستہ فرما دیتے ہیں۔

(۱۰)...... معمولاتِ زندگی میں اتباعِ سنت کا اہتمام عظیم سعادت ہے، اس کی شعاعیں جسم و جان کو درخشاں اور فکر و نظر کو حق بین و حق شناس بنا دیتی ہیں۔ ساعاتِ لیل و نہار میں جادۂ حق کی اس شاہراہ کو تھامے رکھنے سے آپ یقیناً زیغ و ضلال کی پگڈنڈیوں سے حفاظت میں رہیں گے۔ نیز حقوق العباد کا معاملہ خاصہ اہم ہے اس لیے ہر کسی سے معاملہ کرتے ہوئے خوب وضاحت سے کام لینا اور ایسے موقع پر آپ ﷺ کی حدیث "تعاشروا کالأخوان وتعاملوا کالأجانب" کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا۔

(۱۱)...... آپ اپنی زندگی میں جو بھی قدم اٹھائیں تو اپنی اس حیثیت کو مت بھولنا کہ آپ نائب رسول ہیں۔ اس حیثیت کو ذاتی منافع سے دلچسپی، خودرائی و خود بینی، عجلت پسندی، اکابر علمائے دین و سلف صالحین کی کم قدری اور حبِّ دنیا جیسے امراض سے ضائع مت ہونے دینا۔

(۱۲)...... کسی متبع سنت، متبع شریعت اللہ والے سے اپنا تعلق قائم کر لینا اور اپنی ہر اچھی بُری حالت اس کو بتا کر اس سے مشورہ لے کر اس پر عمل کرنا۔ اصلاح نفس کے لئے یہ سب سے اہم بات ہے۔

(۱۳)...... ترقی وہ شخص کر سکتا ہے جو اپنے کسی کمال و خوبی پر نظر کرنے کے بجائے ہر وقت اپنے عیوب کی فکر میں لگا رہے۔ اس لیے اپنے کسی کمال و خوبی پر فخر نہ کرتے ہوئے اپنے عیوب کو ختم کرنے کی فکر میں رہنا۔

(۱۴)...... اگر آپ سے کوئی مسئلہ پوچھے اور صحیح مسئلہ آپ کو اچھی طرح یاد ہو تو بتا دینا ورنہ عرض کر دینا کہ مجھے معلوم نہیں، پوچھ کر یا کتاب میں دیکھ کر بتاؤں گا۔ اندازے سے مسئلہ ہرگز نہ بتانا۔

(۱۵)...... علم کی تحصیل میں جن جن اساتذۂ کرام اور اداروں کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ذریعہ بنایا ہے ان سب کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کرنا، یہ خود ان شاء اللہ آپ کے لئے بھی مفید ہوگا۔ سدد اللہ خطاکم وآخذ إلی الخیر بنواصیکم و جعلنا وإیاکم من عبادہ الذین ھم أحسن عملاً. آمین

میں اپنے اس مضمون کا اختتام صاحب القلم حضرت مولانا اسلم شیخوپوری مدظلہم کے ان الفاظ سے کرتا ہوں جو انہوں نے اپنے مضمون "دستارِ فضیلت اور اس کے تقاضے" کے آخر میں تحریر کیے ہیں:

"اے فضلاء و فاضلات! جس دستار و رداء سے آپ کو نوازا جا رہا ہے اس دستار کو روئی اور دھاگوں سے بنی معمولی دستار نہ سمجھنا۔ یہ دستار تقاضہ کرتی ہے کہ اسے سجانے والا سر، غیر اللہ کے در پر نہ جھکے، چاہدریوں وڈیروں کی خوشامد نہ کرے، دین فروشی نہ کرے، اس کی زبان قال اللہ اور قال الرسول کے لیے وقف ہو جائے، اس کے دامن پر کسی کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے، اس کی زندگی اعلیٰ اخلاق کا چلتا پھرتا اشتہار ہو، اس کا کردار حق و صداقت کا واضح معیار ہو"۔ ☆......☆